اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ۱

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۵۵	مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۵۳ھ	یوم یکشنبہ	مطابق ۴ نومبر ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق یکم نومبر بوقت ساڑھے تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی نزلہ و کھانسی کی تکلیف میں اگرچہ کمی ہے۔ مگر ابھی پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضور کو جلد کامل صحت عطا فرمائے ؁

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت ناساز ہے۔

حضرت میرزا شریف احمد صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں ؁

صاحبزادی امۃ الحمید بیگم صاحبہ بنت حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کے ہاتھوں پر کھجلی کی سخت تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے ؁

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے چھ ماہ کی رخصت کے بعد یکم نومبر سے نظارت امور خارجہ کا چارج لے لیا ہے ؁

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے سالانہ جلسہ میں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمان لانیکے بعد عرفان تک ترقی کرنی چاہئیے

"جو شخص ایمان لاتا ہے۔ اسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئیے۔ نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار ہو۔ یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً یقین ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے۔ یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے۔ تو شائد ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔ وہ پانی نہ پی سکے۔ کہ شائد اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے۔ کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شے نہ ہو۔ پھر کس طرح وہ رہ سکتا ہے۔ یہ ایک موٹی مثال ہے۔ اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اب

تم خود یہ سوچ لو۔ اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو۔ کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے۔ اور مجھے مسیح موعود۔ حکم۔ عدل مانا ہے۔ تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے۔ تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مسیح موعود واقعی حَکم ہے۔ تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو۔ اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ تا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو"۔

(الحکم ۱۰ ردسمبر ۱۹۰۲ء)

نمائشِ دستکاری کے متعلق ضروری اعلان

مکرمات و محترمات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں ان تمام لجنات کی خدمت میں جو رجسٹرڈ ہو چکی ہیں۔ مؤدبانہ ملتمس ہوں۔ کہ میں نے اپریل ۳۴ء میں آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اب کی دفعہ نہایت بڑے پیمانہ پر مرکزی نمائش کو بارونق کرنے کے لئے اشیاء تیار فرمائیں۔ اور اپنے اپنے حلقہ کی مستورات میں بھی تحریک کر کے اشیاء نمائش تیار کرنے کی ترغیب دلائیں۔ وہ لجنات جو ابھی تک رجسٹرڈ نہیں ہوئیں۔ وہ براہ نوازش جلد اپنے آپ کو رجسٹرڈ کرا لیں۔ ان کے پتے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے گزارش نہ کی جا سکی۔ اب عرض ہے۔ کہ ہر ممکن طریق سے آپ بھی اس کام میں شرکت فرمائیں۔ امید واثق ہے۔ کہ لجنات ایک دوسری سے سبقت لیجانے میں پوری کوشش کرینگی۔ کیونکہ یہ کام اللہ کی خاطر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمانے والا ہے دو تین اعلان اخبار الفضل و مصباح میں بطور یاد دہانی شائع کرائے جا چکے ہیں۔ اب یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ از راہ کرم اشیاء نمائشی یکم دسمبر سے میری طرف ارسال کرنی شروع کر دیں۔ تمام چیزیں دس دسمبر تک پہنچ جانی چاہئیں۔ زیادہ سے زیادہ ۵ اکتوبر۔ بعد میں آنے والی اشیاء کی ذمہ واری ہم پر عائد نہ ہوگی۔ ہر چیز پر چٹ ضرور ہونی چاہیئے جس پر ارسال کنندہ کا پورا ایڈریس اور چیز کی اصل لاگت ثبت ہو۔ نفع کی ایک پائی بھی اصل لاگت میں بڑھانی جائز نہ ہوگی۔ اس لئے کہ آپ نے محنت کی اجرت ترقی اسلام کیلئے دینی ہے۔

پچھلے تجربہ نے ہم پر یہ بات واضح کر دی ہے۔ کہ اکثر بہنیں جو چیزیں ارسال کرتی ہیں۔ ان پر دگنا تگنا نفع لگا کر ارسال کرتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسی چیزیں فروخت ہی نہیں ہوتیں۔ چہ جائیکہ ان کا نفع ترقی اسلام میں جائے۔ اور وہ ثواب کی مستحق ہوں۔ ایسی چیزوں کا بھیجنا بالکل بے سود ہے۔ بعض بہنیں چیزوں کا اصل و نفع سب ترقی اسلام میں دے دیا کرتی ہیں۔ اس لئے اس کی تفصیل بھی چٹ پر ہونی لازمی ہے۔ والسلام ام طاہر حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

مینیجر کی اطلاعات

(۱) اگلا پرچہ وی۔ پی ہونے والا ہے۔ اس لئے جو دوست بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجنا چاہتے ہیں۔ اپنا نام الفضل نمبر ۵۱ میں دیکھ کر جلد بھیجدیں۔

(۲) خاتم النبیین نمبر الفضل کی لکھوائی شروع ہے۔ اور پریس میں جانیوالا ہے اس لئے جلد سے جلد اپنے آرڈر بک کرا لیں۔ تاکہ آپ کو وقت پر پرچہ پہنچ سکے۔ صرف اتنا ہی چھپوایا جا سکتا ہے۔ جتنی درخواستیں آئینگی۔

(۳) خطبہ جمعہ ۲۶ اکتوبر والا پرچہ الفضل نمبر ۵۴ اگر کسی صاحب کو زائد پرچہ کی ضرورت ہو۔ تو ۳ آنہ فی پرچہ کے حساب منگوا لیں۔

گذشتہ خطبہ جمعہ میں ضروری تصحیح

الفضل نمبر ۵۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے۔ اس میں صفحہ ۹ کالم ۳ میں غلطی سے یہ لکھا گیا ہے کہ پہلی دفعہ ۱۶ اکتوبر کو خان صاحب نے آ کر مجھے کہا۔ کہ حکومت کا ایسا نشاء ہے۔ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ صحیح فقرہ یوں ہے۔ کہ پہلی دفعہ ۱۶ اکتوبر کو افسران ضلع نے جماعت کے نمائندوں سے یہ کہا۔ کہ حکومت کا ایسا منشاء ہے۔

شورشِ باطل میں نغمۂ اکمل

گذشتہ ہفتہ ایام فتنۂ احرار میں بستر علالت پر بحالت بخار حضرت غالب کی غزل کے چند اشعار بہ تغیر تا ورد زبان رہے۔ جو ہدیۂ ناظرین الفضل ہیں۔ (اکمل ۲۵ اکتوبر)

جو مرا تھا وہ اگر سارا ہی ان کا نہ ہوا
کیوں نہ غوغائے حسوداں سے رہے حشر بپا
ابتداء ہی سے ہوں محسودِ حریفانِ جہاں
دیکھ کر جلوۂ حق لب پہ لگی مہرِ سکوت
ہم اگر چاہیں تو دم بھر میں کریں ملیامیٹ
نہ صداقت کے نشاں دیکھیں نہ حق بات سنیں
حسن احمد ہو بیاں اور نہ تڑپ اٹھیں لوگ
جب سے دیکھا رخِ پُر نورِ مسیحائے زماں
کس نے دیں وادیٔ مغرب میں اذانیں جا کر
احمدی قوم بڑھی چل کہ ہے بڑھنے میں حیات
آستانے پہ تو ہر وقت پڑا ہے اکمل

کلمۂ پڑھنے میں واللہ میں سچا نہ ہوا
"درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا"
"کام میں میرے ہے جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا"
"روبرو کوئی بت آئینہ سیما نہ ہوا"
"لفظ یہ وہ ہے جو شرمندہ معنی نہ ہوا"
گوش شنوا نہ ہوا۔ دیدۂ بینا نہ ہوا
قصہ جمسا ہوا عشق کا چرچا نہ ہوا
"الٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا"
"ٹھیک کہتے ہیں کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا"
"خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا"
"تیرا بیمار برا کیا ہے جو اچھا نہ ہوا"

"تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا"

؎ محتسب معذور دارد مست را

ملک نورالدین صاحب کا افسوسناک انتقال

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ جناب ملک نورالدین صاحب پنشنر مہاجر قادیان چند دن بعارضہ نمونیہ بیمار رہنے کے بعد ۱۳ اکتوبر ۱۶ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت مخلص صحابی تھے ۱۸۹۶ء میں آپ نے بیعت کی۔ اور ۱۹۲۸ء میں پنشن لینے کے بعد قادیان میں ہجرت کر کے آ گئے قیام قادیان کے اس چھ سالہ عرصہ میں آنریری طور پر سلسلہ کی خدمات آپ نہایت محنت اور اخلاص کے ساتھ کرتے رہے۔ کچھ عرصہ پرسنل اسسٹنٹ ناظر امور عامہ رہے۔ پھر جلسہ سالانہ کے ناظم سپلائی بنے اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے انتظام مساجد کے لحاظ سے محلہ وار علیحدہ علیحدہ انجمنیں بنانے کا ارشاد فرمایا۔ تو محلہ دار الفضل کی انجمن کے آپ پریذیڈنٹ تھے۔ گذشتہ سال اللہ تعالےٰ نے آپ کو حج بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے صرف دس دن نمونیہ سے بیمار رہنے کے بعد وفات پائی۔ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے بعد نماز مغرب ایک کثیر مجمع کے ساتھ جنازہ پڑھا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی کے اس قطعہ میں دفن کئے گئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے لئے مخصوص ہے۔

ہمیں اس صدمہ میں ملک صاحب مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے بیٹے ملک عزیز احمد صاحب اور ملک نصیر احمد صاحب کو ان کی خوبیاں عطا کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ کر دعائے مغفرت کریں۔

خاص طور پر دُعا فرمائیں

(۱) جاوا میں بہت بڑا مناظرہ ہونے والا ہے۔ جو نومبر کے شروع میں ہوگا۔ احباب خاص طور پر اس میں ہماری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) حکیم فضل الرحمن صاحب نے لکھا ہے۔ کہ لیگوس کی جامع مسجد جو ہمارے قبضہ میں ہے۔ اس کے متعلق مخالفین نے اپیل کورٹ میں دعوےٰ کیا ہوا ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ رجب سنہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

احراریوں کے دنگل کے متعلق "زمیندار" کی غلط بیانیاں

اخبار "زمیندار" نے احراری کانفرنس کے متعلق اپنے جھوٹ بولنے کے سلیقہ کا انتہائی رنگ میں مظاہرہ کرتے ہوئے جو مضمون ۲۸ اکتوبر کے پرچہ میں لکھا ہے۔ اس کا عنوان "قادیان کا دنگل" رکھ کر اس بات کا خود اعتراف کر لیا ہے۔ کہ احراریوں کے مد نظر قادیان میں دنگل قائم کرنا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ دنگل کی خاطر جمع ہوئے ہوں۔ ان کا سوائے کھیل کود شور و شر اور فتنہ و فساد کے اور کچھ مقصد نہ تھا۔ اور یہی کچھ وہ کرتے رہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ان کی سر توڑ کوششوں کے باوجود انہیں قادیان کی مقدس سرزمین پر اس کا موقع نہ دیا۔ بلکہ وہ ایک دوسرے گاؤں رجادہ کی حدمیں اور آریوں کے مختصر سے قطعۂ زمین پر شور مچا کر اور صحیح معنوں میں خاک اڑا کر بے نیل مرام اور خائب و خاسر جدھر سے آئے تھے۔ ادھر کو چلے گئے ؂

"زمیندار" کے نزدیک یہ "عدیم النظیر اجتماع" تھا۔ کیونکہ اس کے خیال میں ہندوستان کی غلام سرزمین میں اتنا بڑا اسلامی اجتماع چشم فلک نے کم دیکھا ہوگا"۔ مگر اس قدر مبالغہ آرائی کے بعد بڑی سے بڑی کذب بیانی جو کر سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "روزمرہ کی حاضری ۵۰ ہزار سے کسی طرح کم نہ ہوتی تھی" اور اس طرح انتہا اپنے آپکو "دروغگو را حافظہ نباشد" کا پورا پورا مصداق ثابت کر دیا۔ کیونکہ یہی "زمیندار" اپنے ۱۴ اکتوبر کے پرچہ میں لکھ چکا ہے۔ کہ "پنڈال میں بیک وقت ۱۵ ہزار آدمی سما سکتے تھے"۔ جب پنڈال کی وسعت کے متعلق دروغگوئی کی انتہا "۱۵ ہزار آدمی تھی"۔ تو روزمرہ حاضری کے باقی ۳۵ ہزار کہاں سماتے تھے۔ کیا ان کے لئے کوئی الگ پنڈال تھا ؂

"زمیندار" نے اپنے اسی صفحہ پر بیک جنبش قلم پچاس ہزار میں دس ہزار کا مزید اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "مسلمانوں کو دعویٰ ہے کہ قادیان کی کانفرنس میں پچاس ساٹھ ہزار مسلمان شریک ہوئے" اور دلیل یہ دی ہے۔ کہ "اس دعوے کی تصدیق "پرتاپ" کے اس قول سے ہوتی ہے۔ کہ غالباً پنجاب میں اس بڑی تعداد میں اس سے پیشتر مسلمان اکٹھے نہیں ہوئے"۔ حالانکہ یہ "پرتاپ" کا قول نہیں بلکہ کسی "نامہ نگار" کی بھیجی ہوئی اطلاع ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ وہ "نامہ نگار" احراریوں میں سے یا ان کے حامیوں میں سے ہی ہے۔ پس ایک دروغگو کے لئے اس کے ساتھی دوسرے دروغگو کا قول جو وقعت رکھتا ہے۔ وہی "پرتاپ" کے نامہ نگار کا قول "زمیندار" کے دعوے کے متعلق رکھتا ہے۔ پھر دروغگوئی میں اس حد تک بڑھا ہوا ہے۔ کہ اس نے یہ لکھتے ہوئے بھی ذرا شرم محسوس نہیں کی۔ کہ "بہت بڑے بڑے عالم فاضل مسلمان نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک بیرون از ہندوستان سے شمولیت کے لئے آئے ہیں"۔ حالانکہ اس غلط بیانی کی جرأت "زمیندار" کو بھی اس وقت تک نہیں ہوئی ؂

پھر اگر "پرتاپ" کے ایک ثابت شدہ دروغ باف نامہ نگار کے قول کو "زمیندار" اپنے "دعوے کی تصدیق" قرار دے سکتا ہے تو "پرتاپ" کا اپنا قول لازمی طور پر اسے درست تسلیم کرنا چاہیئے۔ جو یہ ہے۔ کہ "ایک مسلم اخبار نے لکھا ہے۔ کہ وہاں ایک لاکھ مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ دوسرے نے یہ کہ وہاں ساٹھ ہزار مسلمان جمع ہوئے مسلم معاصرین اپنی مجالس کی حاضری کا اندازہ لگانے میں بخل سے کام نہیں لیتے۔ اور ان کی نگاہ میں ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ میں زیادہ فرق نہیں۔ اس لئے ان کے اندازہ کو صحیح تسلیم کرنا مشکل ہے" ؂ (پرتاپ ۲۸ اکتوبر) ؂

یہ دونوں مسلم اخبار "احسان" اور "زمیندار" کے سوا اور کوئی نہیں پس "پرتاپ" کے قول کو اپنی تصدیق میں پیش کرنے والے "زمیندار" کو جہاں اپنے دنگل میں شریک ہونے والوں کی انتہائی مبالغہ آمیز تعداد کے متعلق مزید غور کرنا چاہیئے۔ وہاں "پرتاپ" کے اس ریمارک کو بھی خوب سنبھال کر رکھنا چاہیئے۔ کہ "اس کے اندازہ کو صحیح تسلیم کرنا مشکل ہے" ؂

تعداد کے بعد انتظام دنگل کے متعلق "زمیندار" نے "بے حد مبالغہ آرائی" سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے۔ "احراری جانثاروں نے پچاس ہزار انسانوں کے لئے چند روز کے اندر ہر قسم کی بے سرو سامانی کے عالم میں جو قابل رشک انتظام کیا۔ وہ بلا ریب ایک قابل فخر کارنامہ تھا"۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جب بقول اس کے "نیشنل کانگرس میں ہزار مزدور ہفتوں کام کرتے رہے۔ اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ تب جا کر کہیں پچیس تیس ہزار کے اجتماع کا انتظام ہو سکا"۔ تو احراری جانثاروں کے پاس کہاں سے الہ دین کا لیمپ آگیا تھا۔ کہ انہوں نے اس کے ذریعہ چند روز کے اندر ہر قسم کی بے سروسامانی کے عالم میں پچاس ہزار انسانوں کے لئے قابل رشک انتظام کر لیا ؂

"زمیندار" نے حسب معمول اس بے سرو پا دعوے کے متعلق بھی نہایت عجیب و غریب دلیل پیش کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نمائندہ نے جب قادیان پہنچ کر سنا۔ کہ یہاں پچاس ساٹھ ہزار آدمیوں کا اجتماع ہونے والا ہے۔ تو وہ بے ساختہ بول اٹھا۔ کہ کوئی جادوگر یا فرشتہ ہی ہو گا۔ جو اتنے بڑے مجمع کے خور و نوش کا انتظام کر سکے" ؂

گویا "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے نامہ نگار نے ۱۸ اکتوبر کو یعنی صرف تین دن قبل احراریوں کے دنگل کی جگہ خاک اڑتی دیکھ کر بطور طنز جو یہ کہا تھا۔ کہ دنگل میں شریک ہونے والے یا تو بھوکے جائیں گے۔ یا کوئی جادوگر انہیں کھانا مہیا کرے گا۔ یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ احراری جانثاروں نے قابل رشک اور "بلا ریب قابل فخر" انتظام کر لیا تھا۔ بریں عقل و دانش بباید گریست ؂

"زمیندار" نے احراریوں کی جانثاری کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ایک جگہ تو لکھا ہے۔ کہ "قریباً دو اڑھائی ہزار رضاکاروں کی فوج رنگا رنگ کی وردیوں میں ملبوس اس شان سے ادھر ادھر جاتی دکھائی دیتی تھی۔ گویا کسی بڑے رزمگاہ کا شبہ ہوتا تھا"۔ لیکن خود ہی لکھا ہے۔ کہ سات سو کی تعداد میں پولیس باہر سے بلائی گئی تھی۔ جس کی تخویف انگیز موجودگی شرکا کے لئے سوہان روح ثابت ہو رہی تھی" ؂

گویا ایک لاکھ سے لیکر پچاس ساٹھ ہزار کے مجمع کے لئے جس میں دو اڑھائی ہزار ایسے جانثاروں اور رضاکاروں کی فوج بھی شامل تھی۔ جو کسی بڑے رزمگاہ کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ صرف سات سو کی تعداد میں پولیس سوہان روح ثابت ہو رہی تھی۔ جس فوج ظفر موج کی یہ حالت ہو۔ اس کی شان و شکوہ پر "دنیا محو حیرت" نہ ہوتی۔ تو اور کیا کرتی ؂

ہم نے اس دنگل میں شریک ہونے والوں کی حالت زار کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ "آنے والے عام مسافروں کے لئے رہائش اور کھانے وغیرہ تک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ چند ایک تنور والوں کی دوکانیں موجود تھیں۔ جہاں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پیسے خرچ کرنے کے باوجود خاطر خواہ کھانا میسر نہ آتا تھا۔ اور غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ کئی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ کا رخ کرتے۔ اور وہاں سے کھانا کھاتے رہے۔ منتظمین لنگر خانہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے سمجھ کر نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اور اخراجات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آنے والوں کی خاطر خواہ تواضع کرتے رہے۔ چونکہ احرار منتظمین جلسہ کی طرف سے عام مہمانوں کے لئے سونے کا بھی کوئی انتظام نہ کیا تھا۔ اس لئے آدھی آدھی رات تک مولوی لوگ

انہیں تقریروں اور لیکچروں میں مشغول رکھتے۔ اور چونکہ پولیس کی طرف سے رات کے وقت انہیں شہر میں آنے کی روک تھی۔ اس لئے بہت سے لوگ شہر سے باہر احمدیوں کے بھٹوں پر آگ تاپ تاپ کر صبح کرتے رہے"۔

اس پر "زمیندار" کو بہت تاؤ آیا ہے۔ گر پیچ و تاب کھانے کے بعد اس نے نہایت ہی مضحکہ خیز پیرایہ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ "ناظرین کرام ان افترا پردازیوں اور کذب آفرینیوں کا اندازہ ان تصویروں سے لگا سکتے ہیں۔ جو آج کے "زمیندار" میں بصیرت افروز ناظرین ہیں۔ کیمپ کی دھوم دھام مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب اور مولانا ظفر علی خاں کے جلوس سکاؤٹوں۔ والنٹیروں اور کانفرنس کے دوسرے نظارے جو ان تصویروں میں دکھائے گئے ہیں قادیانی کذب بیانیوں کا حقیقی جواب ہیں"۔

گر ہر صاحب بصیرت اور صاحب دانش محو حیرت ہوگا۔ کہ "زمیندار" کی شائع کردہ تصویروں سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ جنہیں پیسے خرچ کرنے پر بھی کھانا میسر نہ آتا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر خانہ سے کھانا نہیں کھاتے رہے۔ اور رات کو احمدیوں کے بھٹوں پر آگ تاپ کر صبح نہیں کرتے رہے۔ ان تصویروں میں سے کوئی ایک بھی آدھی رات کے بعد کی نہیں۔ جبکہ بیچارے سردی کے مارے سونا تو الگ رہا بیٹھ میں گھٹنے دے کر بیٹھنے کی جگہ بھی نہ پاکر احمدیوں کے بھٹوں پر پہنچتے تھے۔ کہ آگ تاپ سکیں۔ پھر تصویروں میں وہی چہرے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں جنہیں شور و شر مچانے کے لئے کرایہ پر جمع کیا گیا تھا۔ جن کے پیٹ روکھے سوکھے ٹکڑوں سے بھرے جاتے تھے۔ اور پلاؤ۔ چائے اور میوے صرف ان کے لئے مخصوص تھے۔ جو گزشتہ کئی ماہ دورے کر کے اور عوام کو طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر ان کے اموال سے اپنے کیسے پر کر لائے تھے۔ ورنہ دوسروں کو قیمتاً بھی کھانا میسر نہ آتا تھا۔

ساٹھ ہزار سے کر ایک لاکھ تک کے اجتماع کا دعویٰ کرنے والوں کی اجڑی بستی کو جب ہم نے ۲۵ اکتوبر کو جا کر دیکھا۔ تو وہاں صرف تیرہ تنوروں کے نشان نظر آئے۔ جو اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے ساتھ چند چولہے بھی بنے ہوئے تھے۔ گر سوائے دو دو تین کے باقی مونہ کھولے تیار رہے تھے۔ کہ ان میں کسی نے آگ سلگائی تک نہیں۔ یہ تھا وہ قابل رشک انتظام اور قابل فخر کارنامہ جو ایک لاکھ کے اجتماع کے لئے کیا گیا۔ اور یہ تھی اس جلسہ گاہ کی حالت جسے "زمیندار" کے نزدیک شہر بسانا بجا ہے۔ کیا کسی عقل و سمجھ میں یہ بات آ سکتی ہے۔ کہ ایک لاکھ نہیں پچاس ساٹھ ہزار کے مجمع کے لئے ہی صرف تیرہ تنور روٹی مہیا کر سکتے ہیں۔ قطعاً نہیں۔ گر باوجود اس کے "زمیندار" کا دعویٰ ہے کہ شرکاء جلسہ کی تعداد کا صحیح تخمینہ پچاس اور ساٹھ ہزار کے درمیان کیا گیا ہے"۔

دراصل یہ صحیح تخمینہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ "زمیندار" نے لاہور کے ایک جلسہ کے متعلق لکھا۔ کہ اس میں "زمیندار" سے ہمدردی کے جذبات کا ایک سمندر موجزن تھا"۔ نہ معلوم ایسے ایسے سمندر کتنی جگہ موجزن ہوئے۔ گر باوجود پورے زور سے چیخنے چلانے اور باوجود ایک دن کے لئے بھی "زمیندار" کے ضمانت داخل نہ کر سکنے کی وجہ سے بند ہو جانے کو احمدیت کے مقابلہ میں کامل شکست قرار دینے کے آخری وقت تک جو کچھ وصول ہوا۔ وہ صرف ۶-۱۳-۷۵۲ کی رقم تھی۔ اور یہ آٹھ کروڑ بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کا "صحیح ترجمان" ہونے کا مدعی "زمیندار" صرف چار ہزار کی رقم مہیا نہ کر سکا۔ پس جس کے نزدیک ساڑھے سات سو کی رقم ہمدردی کا موجزن سمندر بن سکتی ہے۔ اس کے لئے پانچ ہزار کے مجمع کو ۵۰-۶۰ ہزار کا اجتماع قرار دینا کونسی بڑی بات ہے"۔

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی غیر معمولی ذہانت کا اعتراف

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف اخباری شور و شر کا ذکر کرتا ہوا اخبار "ملاپ" ۲۵ اکتوبر لکھتا ہے "عام مسلمانوں کے اس شور میں مجھے کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ کہ چونکہ چودھری ظفر اللہ خان مرزائی ہیں۔ اس لئے انہیں وائسرائے کی کونسل کا ممبر بنایا گیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ تقرر چودھری صاحب کی سرکاری وفاداری قابلیت اور لیاقت کو نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ یہ کم افسوس کی بات نہیں۔ کہ مسلمانوں میں غیر معمولی لیاقت کے لوگ بہت کم ہیں۔ اور ان میں سے چودھری ظفر اللہ خاں نے پچھلے چند موقعوں پر اپنی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ اسی لئے ان کو مسلمانوں میں سے منتخب کر لیا گیا"۔

ان الفاظ کو پڑھ کر اندازہ لگائیے۔ کہ ان لوگوں کی بے ہودہ سرائی کس مرحلہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ جو ایسے شخص کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ جس کی غیر معمولی قابلیت اور ذہانت کا اعتراف غیر مسلم بھی کر رہے ہیں۔ پھر یہ شور اس حالت میں مچایا جا رہا ہے۔ جبکہ مسلمانوں میں غیر معمولی قابلیت رکھنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے"۔

"اسلام کی علمی جنگ" اور اخبار "مدینہ"

بجنور کے اخبار "مدینہ" نے "قادیانیت اور اسلام کی علمی جنگ" کے عنوان سے یہ رونا رویا ہے۔ کہ "زمیندار" سے ضمانت طلب کرنے پر "سمجھدار لوگ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ اسلام اور قادیانیت کی علمی جنگ میں حکومت نے دخل دے کر ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو بے وجہ مجروح کر دیا ہے"۔

اگر اس میں حقیقت کا شائبہ بھی پایا جاتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں نے ابھی تک ضمانت کی معمولی سی رقم بھی پوری نہ کی۔ حالانکہ اس کے لئے "زمیندار" نے بار بار ان کے سامنے ناک رگڑی۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر منتیں کیں۔ پھر اگر اسلام کی علمی جنگ کا نمونہ وہی مضمون ہے۔ جس کی وجہ سے ضمانت طلب کی گئی۔ اور جس کی نسبت خود "مدینہ" کی یہ رائے ہے۔ کہ وہ زیادہ سنجیدگی کے ساتھ نہیں لکھا گیا۔ محض تفریحی طور پر قلمبند ہو کر فکاہی کالموں کے حصہ میں آیا۔ جس کا نتیجہ صرف یہ ہوا۔ کہ علم ادب کا ذوق رکھنے والے اس پر ایک قہقہہ لگا کر خاموش ہو گئے۔ تو تف ہے ایسی علمی جنگ پر اور قابل نفریں ہیں وہ لوگ جو اسے اسلام کی علمی جنگ سمجھیں۔ اسلام میدان جنگ میں خطرناک سے خطرناک دشمنوں پر بھی ظلم و تعدی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ علمی جنگ میں وہ بد زبانی اور فحش کلامی کو جائز قرار دے۔ پس "زمیندار" کی شرمناک تحریروں کو اسلام کی علمی جنگ قرار دینا اسلام کے نام پر سیاہ دھبہ لگانا ہے"۔

گاندھی جی اور سیاست

گاندھی جی اب کانگرس میں رہ بھی نہیں سکتے۔ اور اس سے الگ بھی نہیں ہونا چاہتے۔ رہنا تو اس لئے مشکل ہو گیا ہے۔ کہ جوں جوں ان کے پروگرام کے فیل ہونے کا احساس لوگوں میں پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ وہ بغاوت کرتے جا رہے ہیں۔ اور نکلنا اس لئے نہیں چاہتے۔ کہ جو شخص کئی سال سے ڈکٹیٹری کا مزا اٹھا چکا ہو۔ اسے کس مپرسی کی زندگی دوبھر معلوم ہوتی ہے۔ ان حالات میں گاندھی جی کانگرس سے علیحدہ تو ہو گئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے گئے۔ کہ "میں چاہتا ہوں۔ کہ جب تک گورنمنٹ نئی اصلاحات کے متعلق اعلان نہیں کر دیتی۔ خاموش رہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے۔ کہ نئی اصلاحات کے بعد ایسی صورت حالات پیدا ہو جائے گی۔ کہ جو میرے لئے موقع پیدا کر دے گی۔ کہ میں پھر اپنا کام شروع کر دوں۔ ملک کو اس وقت کے انتظار میں رہنا چاہئے کیونکہ اس وقت پھر قومی جنگ کے اعلان کی ضرورت پیدا ہو جائیگی"۔

پس گاندھی جی بقول خود جب اسلئے کانگرس سے علیحدہ ہوئے۔ کہ وہ کانگرسیوں کے لئے ایک بوجھ بن چکے ہیں۔ تو پھر یہ کہنے کے کیا معنی کہ وہ پھر سیاسیات میں آ کودیں گے۔ اور ملک کو ان کا منتظر رہنا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ گاندھی جی کی ساری شہرت ہنگامہ آرائی کی رہین منت ہے۔ نہ وہ تعمیری کام کر سکتے ہیں۔ اور نہ ملک اس صورت میں انہیں برداشت کر سکتا ہے۔ اب ان کا خیال ہے۔ کہ نئی اصلاحات کے متعلق حکومت کی طرف سے اعلان ہونے پر شائد انہیں پھر ہنگامہ آرائی کا موقع مل جائے۔ اور پھر لوگوں میں وہ قبولیت حاصل کر سکیں۔ لیکن ایسا ہونا محال ہے۔ اگر گاندھی جی نے اس کا پھر تجربہ کرنے کی جرأت کی۔ تو انہیں بہت جلدی قدر عافیت معلوم ہو جائے گی۔

جماعت احمدیہ اور اسکے مخالفین

حق کی فتح اور باطل کی شکست یقینی ہے!

وہ پاک بندے جو خدا کی طرف سے دنیا کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جانے کے لئے آتے ہیں۔ دنیا کی کوئی چیز کوئی ہستی اور کوئی طاقت ایسی نہیں۔ جو ان کو تباہ کر سکے۔ ان کے رستہ میں روک بن کر کھڑی رہ سکے۔ انہیں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دے۔ وہ ایک کونہ کا پتھر ہوتے ہیں۔ جن پر وہ گرتے ہیں۔ وہ بھی چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ اور جو ان پر گرتے ہیں وہ بھی چکنا چور۔

دنیا اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ ان کی مخالفت پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ظاہری علوم کے حاملان۔ مولوی مشائخ اور سجادہ نشین وغیرہ اور ان کے زیر اثر عوام الناس ان کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے۔ اور ان کو ذلیل اور خفیف کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ ان پر ہر قسم کا استہزا تمسخر۔ ہنسی گالی گلوچ اور تہمت طرازی کو روا رکھا جاتا ہے۔ اور ان کی بیخ کنی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ لیکن چونکہ وہ خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ اس لئے جوں جوں ان کی مخالفت ہوتی ہے وہ پھیلتے ہیں۔ پھولتے ہیں۔ اور دنیا کے ظلماتی فرزندوں کی شدید مخالفت ان کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔

بعثت مسیح موعودؑ کی غرض

اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی حکمت نے چاہا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا چشمہ پوری برکات کے ساتھ پھر دنیا میں جاری کرے۔ تو اس نے اپنے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ اپنا ایک برگزیدہ بھیجا۔ اس کے مونہہ میں اپنا کلام ڈالا۔ اور اس کے اندر مسیحی قوت اور روح الحق بھر دیا۔ تا وہ مردہ دلوں کو زندہ کرے۔ اندھوں کو بینائی دے۔ اور بہروں کو شنوائی بخشے۔ گرتے ہوؤں کو تھام لے۔ گناہ گاروں کو نیکو کار بنائے۔ جو مایوس ہو چکے ہیں۔ ان کے دلوں کو پھر امید۔ خوشیوں اور ولولوں سے بھرپور کر دے۔ اور عرفان حقیقی کے دروازے کھول کر اسی دنیا میں انسان کو بہشتی زندگی کے لذات سے بہرہ ور کر دے۔

حسب عادت دنیا اس کی مخالفت کے لئے اٹھی۔ اور مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ خدا کے اس پیارے کو طرح طرح کی گالیاں دی گئیں۔ ہر طریق سے اسے ہنسی تمسخر اور استہزا کا نشانہ بنایا گیا۔ منظم اور غیر منظم صورت میں اس کی بیخ کنی کے لئے انتہائی کوششیں عمل میں لائی گئیں لیکن چونکہ وہ خدا کی گود میں تھا۔ اس لئے تمام مخالفتیں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔ وہ پھلا پھولا اور دشمنوں کی تمام معاندانہ کوششیں اکارت گئیں۔

از سر نو مخالفت

کچھ عرصہ سے خدا کے اس برگزیدہ کی قائم کردہ جماعت کی مقبولیت اور اس کی بڑھتی ہوئی ترقیات کو دیکھ کر شیطانی قوتوں میں پھر حرکت پیدا ہوئی ہے۔ اور بعض حاسدین سلسلہ اور غداران اسلام کے دلوں میں مخالفت اور معاندت کی آگ از سر نو جوش زن ہے۔ وہ اپنے زعم میں "نہایت منظم" صورت اختیار کر کے "قادیانیت" کے "استیصال" کے لئے میدان عمل میں نکل آئے ہیں۔ لیکن کیا دشمنوں کی یہ مخالفتیں اور معاندانہ کوششیں اور ان کی بد زبانیاں اور غیر شریفانہ حرکتیں ہنسی تمسخر اور استہزا خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ یا اس کے سلسلہ کا کچھ بگاڑ سکیں گی۔ ہرگز نہیں۔

پر تحدی پیشگوئی

سنو اور غور سے سنو اس کے متعلق خدا تعالےٰ کی قضاء قدر کیا فیصلہ کر چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عالم الغیب خدا سے علم پا کر اپنی "فتح یابی اور بامرادی" اور دشمنوں کی ناکامی اور نامرادی کے متعلق کن پر تحدی الفاظ کے ساتھ ایک زبردست پیشگوئی فرما چکے ہیں۔ سنو اور گوش ہوش سے سنو۔

فرمایا:-

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو۔ کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب ملکر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ۔ تو قریب ہے۔ کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور مونہہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند کریم نے میرے سپرد کی ہے۔ اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے۔ ہرگز ممکن نہیں۔ کہ میں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم ملکر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے۔ محض ایک کیڑا اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حی و قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی موسم ہوتے ہیں۔ اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو۔ کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں۔ کہ مجھے تباہ کر دو"۔ (اربعین ۳ ص ۱۱)

"میری روح میں وہ سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا۔ مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں۔ کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے مونہہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکلکر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں۔ وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو۔ کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو۔ کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا آسمانی نشان بارش کی طرح برسا رہا ہے۔ مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں۔ ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس امت پر رحم کر"۔ (ضمیمہ اربعین ۳-۴ ص ۱)

پھر فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ مگر باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے۔ کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے۔ اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں۔ تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں۔ اور کچلا جاؤں اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی میں آخر فتح یاب ہونگا مجھ کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں۔ اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔"

"اے نادانو اور اندھو۔ مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا تعالیٰ نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو۔ اور کان کھول کر سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا۔ اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے۔ اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔"

اللہ۔ اللہ کس قدر پُر یقین۔ پُر شوکت اور پُر جلال الفاظ میں اپنی کامیابی اور ترقی۔ اور اس کے بالمقابل دشمن کی ناکامی اور اس کی تمام کوششوں کے عبث جانے کے متعلق پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔

مخالفین احمدیت سن لیں

پس اب ہم اسی آسمانی پیشگوئی کا اعادہ کرتے ہوئے احمدیت کے مخالفوں دشمنوں اور بدخواہوں کو ببانگ دہل سنا دیتے ہیں کہ خواہ وہ منفردانہ یا متحدانہ احمدیت کو مٹانے کے لئے خواہ اس قدر کوششیں کریں۔ کہ دن رات ایک کر دیں۔ خواہ احمدیت کے خلاف اس قدر دھواں دھار لیکچرز اور تقریریں کرتے پھریں کہ ان کی زبانوں میں زخم پڑ جائیں۔ اور گلے ماؤف ہو جائیں خواہ "قادیانیت" کی بیخ کنی کے لئے اس قدر مال و زر لوگوں سے لیں کہ وہ بیچارے بالکل تہیدست ہو کر فاقہ کشی اور بھیک مانگنے کے لئے مجبور ہو جائیں۔ خواہ اس کثرت سے معاندانہ مضامین لکھیں۔ اور اشتہارات شائع کریں۔ کہ لکھتے لکھتے ان کی انگلیاں زخمی ہو جائیں اور قلم پکڑنے کے قابل نہ رہیں۔ پھر خواہ شرافت کے ہر ایک پہلو کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کے مقدس بزرگوں کی شان میں اسقدر بدزبانیاں کریں۔ مغلظ گالیاں دیں۔ کہ ادنےٰ سے ادنےٰ اقوام کو بھی مات کر دیں۔ پھر دیکھیں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ یقیناً یقیناً ان کی تمام مخالفانہ کوششوں اور چالوں کا انجام ان کی ناکامی نامرادی اور ذلت ہے "اور وہ" احمدیت کو ذرہ بھر گزند نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ وہ رب السمٰوٰت والارض خود اپنے ہاتھوں سے اس کی محافظت اور پاسبانی فرما رہا ہے جو شخص اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ وہ خود نقصان اٹھائے گا۔ جو اس کی تباہی کے لئے کوشاں ہو گا وہ خود تباہی کے گڑھے میں گرے گا۔ اور جو سلسلہ کے مقدس بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگان پر بدزبانی کرتا۔ اور بے بنیاد تہمتوں سے ان کو دنیا کی نظر میں ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود خدا تعالےٰ کے ہاتھوں ذلیل کیا جائیگا۔ اگر اس امر کی صداقت میں کچھ شک ہو۔ تو اپنے تمام نام نہاد مولویوں لیڈروں کی گذشتہ چند سالہ کارروائیوں پر نظر ڈالو۔ اور ان کا انجام دیکھو۔ پھر سچ سچ بتاؤ۔ کہ کیا ہر بات میں جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف کہی۔ اور ہر فعل میں جس کی طرف انہوں نے قدم اٹھایا کھلم کھلا ناکامی اور نامرادی ان کے حصہ میں نہیں آئی۔ موجودہ فتنہ کے بانی مبانی بھی یہی لوگ ہیں۔ اس کا انجام بھی عنقریب ان کی ذلت ناکامی اور نامرادی کے رنگ میں ظاہر ہو گا۔ اگر اس میں شک ہو۔ تو کچھ عرصہ صبر سے بیٹھو۔ اور نتیجہ کا انتظار کرو۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ لیکن خدا کی باتیں نہیں ٹل سکتیں۔

خاکسار سلامت علی از لاہور

خون کے آنسو

رقمزدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب

سید اشفاق حسین صاحب پبلک پراسیکیوٹر مرادآباد کی تصنیف کردہ کتاب "خون کے آنسو" اتفاقاً گوجرانوالہ میں مجھے ایک دوست سے ملی میں نے اسے دلچسپی کے ساتھ اول سے آخر تک پڑھا۔ کتاب دردِ دل سے لکھی گئی معلوم ہوتی ہے۔ سید صاحب نے مسلمانوں کی موجودہ روز افزوں جہالت۔ غربت۔ تنگدستی۔ ذلت۔ بے دینی۔ بے نظمی نااتفاقی کا صحیح نقشہ کھینچتے ہوئے اور بالمقابل اسی ملک میں ہندوؤں کی علمیت۔ تمول۔ فراخی رزق۔ عزت۔ مذہبی تعصب۔ تنظیم اور اتحاد کا حقیقی فوٹو دکھلا کر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ زمانہ کی رَو ان ہر دو قوموں کو ایسی طرف بہائے جا رہی ہے۔ کہ جلدی نہیں تو ۱۹۹۹ء تک ہندوستان سے مسلم اور اسلامی نشانات اس طرح مٹ جائیں گے جس طرح کہ ہسپانیہ اور جنوبی فرانس سے مٹ گئے تھے۔ مسلمانوں کی اس تباہ حالی کا ذمہ وار سید صاحب نے پانچ اقسام کے لوگوں کو قرار دیا ہے۔ (۱) چودہری یا میر محلہ (۲) علماء (۳) صوفیاء (۴) سیاسی لیڈر (۵) عورتیں۔ چودہری غرباء سے شادی موت کے موقعہ پر زبردستی خرچ کراتے۔ اور قرض لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ علماء ان بدرسموں کو روکتے نہیں۔ اور کفر بازی کرتے رہتے ہیں۔ خطبے اپنی زبان میں اور ضرورت زمانہ کے مضامین پر نہیں کہتے۔ صوفی مرنج مرنجان قوالی اور تعویذ گنڈوں سے لوگوں کو خراب کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈر اپنی ممبری حاصل کرنے میں مصروف اور اصلاح قوم سے غافل۔ عورتیں ناحق اور بے ضرورت جبراً خرچ کرا لیتی ہیں۔

اس مصیبت کا علاج سید صاحب نے چار باتوں میں تلاش کیا ہے۔ پیسہ بچانا۔ تعلیم۔ ہنر سیکھنا اور صحیح مذہب حاصل کرنا۔ گو اس کتاب میں بعض نقائص بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ سود کا لینا دینا جائز قرار دیا ہے۔ مگر یہ وقتی گھبراہٹ میں کچھ سمجھ نہ آسکنے کا نتیجہ ہے۔ لو بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی عام بیداری کے واسطے اس کتاب کا پڑھنا میرے خیال میں مفید ہو گا۔ اس کو کثرت سے شائع کرنا چاہیئے صاحب مصنف نے تو لکھا ہے۔ کہ میں اسے مفت شائع کرتا ہوں مگر ظفر بکڈپو والوں نے اس پر قیمت ایک روپیہ لکھی ہے۔

اس کتاب میں جو حالت مسلمانوں کی تباہی اور کمزوری کی لکھی ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور اسکا علاج جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بھی ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن ہر بیماری سے بچنے اور صحت کے حاصل کرنے کے واسطے ایک روحانی قوت کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کی طرف فاضل مصنف نے توجہ نہیں کی۔ سوائے چند سطروں کے ایک فقرہ کے جس میں انہوں نے لکھا ہے "ہم مسلمان ۷ کروڑ تو ہیں۔ لیکن ہم سات کروڑ آدمیوں کی بھیڑ ہیں۔ ہم اپنے آپ کو جماعت نہیں کہہ سکتے۔ البتہ احمدی صاحبان اپنے آپکو جماعت کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان میں تنظیم اچھی ہے۔" فاضل مصنف نے اس امر کا اقرار کیا ہے۔ کہ احمدی ایک جماعت ہے۔ اور انکی تنظیم اچھی ہے مگر سوچنے کے قابل یہ امر ہے۔ کہ یہ جماعت کیونکر بن گئی۔ اور اس کی تنظیم کیوں اچھی ہے۔ اس کا راز اس جماعت کے بانی کی اس قوت روحانیہ میں ہے۔ جو اسے اور اسکے خلفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اسلام اور اہل اسلام پھر ترقی کریں۔ اس نے اپنے ایک بندے کو مامور کیا۔ کہ وہ ایک جماعت بنائے جس کی مدد میں خدا کے فرشتے کام کریں۔ دنیا نے اس روحانی طاقت کے نشانات کو دیکھ لیا ہے۔ اور اب مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپکو اس مقدس امام کے دامن سے وابستہ کریں۔ عقائد مذہبیہ کے لحاظ سے کوئی کسی کو سنجیدگی سے مجبور نہیں کر سکتا۔ کہ وہ انہیں چھوڑ دے۔ لیکن سیاسی اور قومی ضرورتوں کے واسطے ہم سب متحد ہو کر کام

جماعتیں اپنے اپنے بجٹ نوٹ کر لیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر شمار	نام جماعت	بجٹ مشخصہ ۳۶-۱۹۳۵ء	بقایا ۳۴-۱۹۳۳ء	کل بجٹ ۳۶-۱۹۳۵ء
	حلقہ نمبر ۸ ضلع جھنگ			
۱	لالیاں	۱۰۴/-	۲۲/-	۱۲۶/-
	حلقہ نمبر ۹ ضلع شاہپور			
۱	سرگودہا شہر	۹۷۴/-	-	۹۷۴/-
۲	چک ۹۹ و ۹۷	۲۳۱/-	-	۲۳۱/-
۳	چک ۴۶	۸۹/-	-	۸۹/-
۴	سلانوالی	۶۶/-	-	۶۶/-
۵	مجوکہ	۴۴/-	-	۴۴/-
۶	چک ۴۹	۱۱۱/-	-	۱۱۱/-
۷	چک ۴۳	۱۳۳/-	۱۴۴/-	۲۷۷/-
۸	چک ۳۷ تا ۴۰	۸۹/-	۵/-	۹۴/-
۹	چک ۳۲ و ۳۳	۶۴۱/-	۱۷۳/-	۸۱۴/-
۱۰	چک ۳۵	۲۰۰/-	-	۲۰۰/-
۱۱	چک ۷۸	۱۹۲/-	-	۱۹۲/-
۱۲	چک ۱۷ دھیر کے	۱۴۷/-	-	۱۴۷/-
۱۳	خوشاب	۴۸۱/-	-	۴۸۱/-
۱۴	بھیرہ	۶۷۴/-	-	۶۷۴/-
۱۵	چک ۹ پنیار	۲۰۴/-	۵۵/-	۲۵۹/-
۱۶	کوٹ مومن - حویلی بہادر شاہ	۲۸۲/-	۱۱۳/-	۳۹۵/-
۱۷	مڈھ رانجھا	۱۴۰/-	—	۱۴۰/-
۱۸	ادرحمہ	۴۳۴/-	۸۸/۸/-	۵۲۲/۸/-
۱۹	گھوگھیاٹ	۱۰۰/-	-	۱۰۰/-
۲۰	چک رامداس	۱۰۳/-	-	۱۰۳/-
۲۱	ساہی وال	۶۲/-	-	۶۲/-
۲۲	بکھووالہ	۵۰/-	-	۵۰/-
۲۳	چھنی تاجہ ریحاں	۳۶/-	—	۳۶/-
۲۴	بنگلہ نورے والہ	۹۴/-	-	۹۴/-
	حلقہ نمبر ۱۰ ضلع گجرات			
۱	گجرات شہر	۱۱۳۸/-	۱۲۴/-	۱۲۶۳/-
۲	کھوکھر	۵۹/-	—	۵۹/-
۳	شیخ پور	۳۵۷/-	—	۳۵۷/-
۴	فتح پور	۱۴۲/-	۱۳/-	۱۵۵/-
۵	نسودالی	۶۴/-	-	۶۴/-
۶	بھوا	۲۴/-	-	۲۴/-
۷	شادی وال	۱۷۴/-	-	۱۷۴/-
۸	جبوکے	۴۸/-	-	۴۸/-
۹	لنگے	۷۸/-	-	۷۸/-
۱۰	سعد اللہ پور	۱۶۷/-	۱۹/-	۱۸۶/-
۱۱	لالہ موسیٰ	۴۲۷/-	۸۳/-	۵۱۰/-
۱۲	ڈنگہ	۲۵۳/-	—	۲۵۳/-
۱۳	گیٹر	۹۷/-	-	۹۷/-
۱۴	ٹکرانی	۱۷۴/-	۵۵/-	۲۲۹/-
۱۵	تہال	۲۲۶/-	۱۱۸/-	۳۴۴/-
۱۶	سرائے عالمگیر	۱۰۰/-	-	۱۰۰/-
۱۷	بھمبلہ	۲۶/-	-	۲۶/-
۱۸	بلیسہ و بلانی	۱۶۰/-	—	۱۶۰/-
۱۹	کھاریاں	۲۳۴/-	۲۰۳/-	۴۳۷/-
۲۰	جوڑہ کرناہ	۵/-	—	۵/-
۲۱	ملکوال	۱۰۷/-	-	۱۰۷/-
۲۲	سوک کلاں	۳۸/-	—	۳۸/-
	حلقہ نمبر ۱۴ ڈیرہ غازیخاں			
۱	ڈیرہ غازی خاں	۴۸۸/-	۵۰/-	۵۳۸/-
۲	جام پور	۴۵۶/-	۵۲/-	۵۰۸/-
۳	بستی رندان	۴۱۶/-	۶۷/-	۴۸۳/-
۴	شادن لنڈ	۲۸۰/-	—	۲۸۰/-
۵	کوٹ قیصرانی	۹۹/-	۱۵/-	۱۱۴/-
۶	بستی بزدار	۱۳۵/-	—	۱۳۵/-
۷	بستی مندرانی	۴۷/-	—	۴۵/-
۸	رکھ مور جھنگی	۱۹۷/-	۸۸/-	۲۸۵/-
	حلقہ نمبر ۱۶ ضلع ملتان			
۱	ملتان شہر	۱۴۳۷/-	—	۱۶۳۷/-
۲	لودھراں	۳۰۷/-	—	۳۰۷/-
۳	بہاول پور	۳۷۸/-	—	۳۷۸/-
۴	اوچ	۲۷۸/-	—	۲۷۸/-
۵	لیہ	۲۲۶/-	۱۵/-	۲۴۱/-
۶	کھروڑ پکا	۲۵۹/-	-	۲۵۹/-
۷	بہاول نگر	۱۸۵/-	—	۱۸۵/-
۸	احمد پور لمہاں	۱۲۷/-	—	۱۲۷/-
۹	خان پور	۱۴۰/-	۷/-	۱۴۷/-
۱۰	خانیوال	۳۳۷/-	۳۸۰/-	۷۱۷/-
۱۱	چک ۱۶۶	۷۰۸/-	—	۷۰۸/-
۱۲	حسن پور	۲۴۲/-	۲۷۲/-	۵۱۴/-

۱۳	علی پور کبیر والہ	۱۱۷/-	۶۴/-	۱۸۱/-
۱۴	رہانہ ساہو	۴۰/-	-	۴۰/-
۱۵	تتال پور	۱۳/-	-	۱۳/-
۱۶	دیوا سنگھ	۱۴۱/-	-	۱۴۱/-
۱۷	چاہ احمدیانوالہ	۲۳/-	-	۲۳/-
۱۸	مظفر گڑھ	۲۲۳/-	۱۶۹/-	۳۹۲/-
۱۹	میاں چنوں	۲۹۷/-	۲۱۳/-	۵۱۰/-
۲۰	چک نمبر ۱۱۲ مراد	۱۶۰/-	-	۱۶۰/-
۲۱	چک نمبر ۱۵۲ مراد	۱۹۹/-	-	۱۹۹/-
۲۲	سکندر آباد	۵۷/-	۴۰۸/-	۴۶۵/-
۲۳	رحیم یار خان	۳۴/-	-	۳۴/-
۲۴	محمود آباد سیٹلمنٹ	-	-	-
۲۵	کوٹ ادو	۲۱۹/-	-	۲۱۹/-
۲۶	بوڑھیوالہ منڈی	۳۲/-	-	۳۲/-
۲۷	احمد پور شرقیہ	۱۶۲/-	-	۱۶۲/-
۲۸	جلال پور پیر والہ	۱۷/-	-	۱۷/-
۲۹	دہاڑی منڈی	۱۶۶/-	-	۱۶۶/-
۳۰	میلسی	۱۲/-	۳۰/-	۴۲/-
۳۱	چک نمبر ۶۰/۴۰R	۸۹/-	۷۴/-	۱۶۳/-
۳۲	چک نمبر ۹۳/۶۰R	۱۷۲/-	-	۱۷۲/-
۳۳	جلہ آرائیاں	۵۵/-	۱۲/-	۶۷/-
۳۴	باگڑ	۲۲/-	-	۲۲/-
۳۵	چک نمبر ۱۰۳/۶۰R بہاول نگر	۱۹۲/-	۱۹۴/-	۳۸۶/-
۳۶	چک نمبر ۱۹/۲۸ ڈیرہ نواب	۹۰/-	-	۹۰/-
۳۷	چک نمبر ۵۴۹	۳۹/-	-	۳۹/-
	حلقہ نمبر ۱۷ ضلع منٹگمری			
۱	منٹگمری شہر	۲۶۳۲/-	۳۶۸/-	۳۰۰۰/-
۲	چک نمبر ۶/۱۱	۴۹۶/-	۶۹/۱۴/-	۵۶۵/۱۴/-
۳	چک نمبر ۵۵/۲۰ محمود پور	۱۸۲/-	۸۵/۸/-	۲۶۷/۸/-
۴	پاک پٹن	۳۷۸/-	-	۳۷۸/-
۵	اوکاڑہ	۳۹۸/-	۴۱/-	۴۳۹/-
۶	چک نمبر ۳ احمدیانوالہ	۴۹۹/-	-	۴۹۹/-
۷	دینیالہ سٹیٹ	۳۱۰/-	-	۳۱۰/-
۸	عارف والہ	۳۲۳/-	-	۳۲۳/-
۹	کبوروالہ و ڈھلیانہ	۳۱/-	-	۳۱/-
۱۰	چیچہ وطنی	۹۳/-	۷/-	۱۰۰/-
۱۱	چک نمبر ۲۱۰ E.B	۱۹۴/-	-	۱۹۴/-
۱۲	بنگلہ بجے والہ	۱۱۶/-	-	۱۱۶/-
۱۳	چک نمبر ۲۹۱ E.B	۱۲/-	-	۱۲/-

۱۴	دیپال پور	۳۲۳/-	-	۳۲۳/-
۱۵	چک نمبر ۵	۱۹/-	-	۱۹/-
	حلقہ نمبر ۱۹ ضلع جالندھر			
۱	جالندھر چھاؤنی	۱۳۴/-	۱۱/-	۱۴۵/-
۲	بنگہ	۲۲۱/-	-	۲۲۱/-
۳	کریام	۳۸۵/-	-	۳۸۵/-
۴	سکند پور	۴۲/-	-	۴۲/-
۵	کریم پور	۵۳/-	-	۵۳/-
۶	راہوں	۵۵/-	-	۵۵/-
۷	لنگڑوعہ	۱۲۷/-	-	۱۲۷/-
۸	لنگیری	۸۵/-	-	۸۵/-
۹	بھاگو آرائیں	۲۵/-	-/۴/-	۲۵/۴/-
۱۰	گھلن	۱۰۷/-	-	۱۰۷/-
۱۱	مدار	۵۰/-	-	۵۰/-
۱۲	کوٹلی مغلاں	۴۷/-	۵/-	۵۲/-
	حلقہ نمبر ۲ ضلع ہوشیارپور			
۱	ہوشیارپور	۱۸۱/-	-	۱۸۱/-
۲	اجمیر	۳۲/-	۱۲/-	۴۴/-
۳	کاٹھاں	۱۴۵/-	-	۱۴۵/-
۴	کاٹھگڑھ	۱۹۷/-	-	۱۹۷/-
۵	بیگم پور کنڈی	۳۸/-	-	۳۸/-
	حلقہ نمبر ۲۳ ضلع انبالہ			
۱	انبالہ شہر	۱۷۰۲/-	-	۱۷۰۲/-
۲	مکودال	۱۳۷/-	-	۱۳۷/-
۳	اٹر پور	۱۰/-	۴/-	۱۴/-
۴	روپڑ	۸۷/-	-	۸۷/-
۵	جابلی	۶۳/-	-	۶۳/-
	حلقہ نمبر ۲۴ دہلی شملہ			
۱	شملہ شہر	۲۹۲۲/-	-	۲۹۲۲/-
۲	دہلی شہر	۲۵۷۰/-	-	۲۵۷۰/-
۳	دہلی چھاؤنی	۳۵۸/-	-	۳۵۸/-
۴	محمود پور	۱۵۷/-	۶۱/-	۲۱۸/-
۵	شاہ آباد	۲۰۶/-	-	۲۰۶/-
۶	رہتک شہر	۵۷۶/-	۱۴/-	۵۹۰/-
۷	فتح آباد	۱۹۰/-	-	۱۹۰/-
۸	ملکپور	۲۰/-	۹/-	۲۹/-
۹	سانپلہ	۴۸/-	-	۴۸/-
۱۰	کلانور	۱۴/-	-	۱۴/-
۱۱	ڈبوالی	۲۸۲/-	۸۰۹/-	۱۰۹۱/-

۱۲	بانسی	۱۲۶/-	-	۱۲۶/-
۱۳	کوہانہ	۳۳/-	۵/-	۳۸/-

حلقہ نمبر ۲۵ ریاست جموں و کشمیر

۱	جموں شہر	۵۰۱/-	۱۷۷/-	۶۷۸/-
۲	سلواہ	۱۰۹/-	۸/-	۱۱۷/-
۳	پونچھ شہر	۸۴/-	-	۸۴/-
۴	سری نگر شہر	۳۰۳/-	۱۸۵/-	۴۸۸/-
۵	یاڑی پور	۱۴۵/-	۱۷۸/-	۳۲۳/-
۶	چک ایریچ	۳۴۹/-	۷۵/-	۴۲۴/-
۷	بندہ پور	۳۸/-	-	۳۸/-
۸	لدھروں	۳۴/-	-	۳۴/-
۹	کرناہ	۱۴۷/-	-	۱۴۷/-
۱۰	کنونیاں	۴۱/-	-	۴۱/-
۱۱	کوٹلی	۳۶/-	-	۳۶/-
۱۲	ٹائیں	۴۸/-	-	۴۸/-
۱۳	سوناگلی گوٹی معہ ملکوٹ	۱۰۰/-	-	۱۰۰/-
۱۴	جلیبانہ	۱۹۶/-	-	۱۹۶/-
۱۵	گوپس گلگت	۳۱/-	-	۳۱/-

حلقہ نمبر ۲۶ علاقہ سندھ

۱	گوٹھ مہر محمد بوٹا	۶۰/-	-	۶۰/-
۲	کمال ڈیرہ	۱۳۶/-	-	۱۳۶/-
۳	کراچی	۱۶۶۴/-	-	۱۶۶۴/-
۴	احمد آباد سٹیٹ	۲۲۱/-	-	۲۲۱/-
۵	مرزا فارم	۹۲۹/-	-	۹۲۹/-
۶	نواب شاہ	۱۵۹/-	-	۱۵۹/-
۷	محمود آباد فارم	۱۶۴۷/-	۲۳/-	۱۶۷۰/-
۸	پریان پور	۲۳/-	-	۲۳/-
۹	گوٹ احمدیاں	۹۵/-	-	۹۵/-
۱۰	دیہ ۲۰۰	۳۴/-	-	۳۴/-
۱۱	میرپور خاص	۱۳/-	-	۱۳/-

حلقہ نمبر ۲۸ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

۱	آگرہ شہر	۴۵۰/-	-	۴۵۰/-
۲	متھرا شہر	۲۷۰/-	-	۲۷۰/-
۳	علی پور	۴۴۳/-	-	۴۴۳/-
۴	جے پور	۴۹۸/-	-	۴
۵	اٹاوہ	۱۰۴/-	-	۱۰۴/-
۶	اپچولی	۱۰۱/-	-	۱۰۱/-
۷	سہارن پور	۱۶۴/-	-	۱۶۴/-
۸	ڈیرہ دون	۲۸۹/-	-	۲۸۹/-
۹	منصوری	۵۴۱/-	-	۵۴۱/-
۱۰	مظفر نگر	۱۱۱/-	-	۱۱۱/-
۱۱	چیندوسی	۳۰/-	-	۳۰/-
۱۲	بریلی	۱۱۸/-	۴۷/-	۱۶۵/-
۱۳	لکھنؤ	۷۳۸/-	-	۷۳۸/-
۱۴	کان پور	۲۸۸/-	-	۲۸۸/-
۱۵	مسکرا	۱۱۲/-	-	۱۱۲/-
۱۶	علی پور کھیڑا	۹۴/-	-	۹۴/-
۱۷	ساندھن	۴۶/-	-	۴۶/-

حلقہ نمبر ۲۸ بیرون ہند

۱	زاہدان شہر	۴۲۴/-	-	۴۲۴/-
۲	آبادان	۱۲۰۵/-	-	۱۲۰۵/-
۳	جلیدہ بغداد	۷۴۹/-	-	۷۴۹/-
۴	زنجبار	۷ شلنگ ۲۰/- پنس	-	۷ شلنگ ۲۰/- پنس
۵	ممباسہ کلنڈنی	۱۱ شلنگ ۹۰/۱۵ پنس	-	۱۱ شلنگ ۹۰/۱۵ پنس
۶	نیروبی	۶۸۱۴/- ۹۹ پیسہ	-	۶۸۱۴/- ۹۹
۷	دارالسلام	۸۸۰/-	-	۸۸۰/-

ناظر بیت المال۔ قادیان

ضرورت کتب

مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا کو مندرجہ ذیل کتب کی سخت ضرورت ہے۔ جو دوست قیمتاً یا ثواب کی نیت سے ان کے لئے بھیجنا چاہیں، بہت جلد مجھے بھیج دیں۔ جو ان کو بھیج دی جائیں گی۔

نور الحق حصہ اول۔ حقیقت المہدی۔ کرامات الصادقین۔ تحفہ بغداد۔ براہین احمدیہ ہر چہار جلد۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ سیرت الابدال۔ الاستفتاء۔ اتمام الحجت۔ سر الخلافت۔ اعجاز المسیح۔ الہدیٰ۔ حمامۃ البشریٰ۔ مقدمہ بہاولپور مرتبہ مولوی جلال الدین صاحب۔ البشریٰ مکمل (الہامات و کشوف کا مجموعہ) ناظر دعوت و تبلیغ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ ۳ و ۴ نومبر ۱۹۳۶ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں سلسلہ کے قابل ترین مبلغین تشریف لائیں گے۔ از راہ نوازش حضرت مرزا شریف احمد صاحب بھی تشریف لائینگے۔ نیز جناب میر محمد اسحٰق صاحب شرکت فرمائینگے۔ بیرونجات سے تشریف لانیوالے اصحاب کی خوراک اور رہائش کا انتظام بذمہ انجمن ہوگا۔ موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں۔
خاکسار: شیخ جان محمد امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

پارٹی بازی کے مقاصد کیلئے مذہب کا استعمال

احراریوں کے خلاف معاصر انقلاب کی آواز

"پارٹی بازی کے مقاصد کے لئے مذہب کا استعمال" کرتے ہوئے احراریوں نے جو کچھ عرصہ سے فتنہ پردازی شروع کر رکھی ہے۔ اور آج کل ان کی طرف سے سر فضل حسین صاحب کے خلاف جس غیر شریفانہ اور غیر مہذبانہ رنگ میں شور مچایا جا رہا ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے معاصر "انقلاب" بھی خاموش نہیں رہ سکا۔ جو ابھی تک ان کی مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں حرکات کو نظر انداز کئے ہوئے تھا۔ آخر اسے بھی آواز بلند کرنی پڑی۔ جیسا کہ اس کے حسب ذیل مضمون سے ظاہر ہے (ایڈیٹر)

ہمارے بعض بھائیوں نے خدا جانے کس بنا پر مناسب سمجھا ہے۔ کہ آنریبل میاں سر فضل حسین کے خلاف پروپیگنڈا شروع کریں۔ اور اس ہستی کے خلاف ناواجب ایجی ٹیشن میں اپنی قوتیں صرف کرنا پسند فرمائیں جس نے گزشتہ پندرہ برس کی مدت میں اپنے دائرہ عمل کے اندر ملت اسلامیہ ہند کی سب سے بڑھ کر، سب سے زیادہ پائیدار۔ سب سے زیادہ مستقل اور صحیح خدمت انجام دی ہے۔ اس دنیا کا کوئی شخص فرشتہ نہیں کسی کا دامن بڑی یا چھوٹی غلطیوں۔ خطاؤں اور لغزشوں سے پاک نہیں۔ میاں سر فضل حسین بھی انسان ہیں اور ان سے بھی اپنی طویل مدت کارکردگی میں خطائیں سرزد ہوئی ہوں گی مختلف مواقع پر مختلف اشخاص کو میاں صاحب ممدوح سے اختلاف کی ضرورت محسوس ہوئی ہوگی خود ہمیں بھی بعض اوقات ان سے اختلاف کی ضرورت پیش آتی رہی ہے لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ گزشتہ پندرہ برس کی مدت میں میاں صاحب ممدوح کا نصب العین اس کے سوا کچھ نہیں رہا کہ جس ملت سے وہ تعلق رکھتے ہیں اس کا سیاسی۔ اقتصادی۔ تعلیمی۔ اور تمدنی پایہ بلند تر ہو جائے۔ اس میں جدید حالات۔ جدید ضروریات اور جدید فضا میں بہتر اور معزز تر زندگی بسر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ دور حاضر میں مسلمانوں کو ترقی کے راستے پر لگانے کی تحریک کا آغاز سر سید احمد خان مرحوم سے ہوا۔ ان کے بعد ملت اسلامیہ کی مادی ترقیات کے لئے جتنا ٹھوس، وقیع اور پائیدار کام میاں سر فضل حسین نے انجام دیا۔ اس کی نظیر کسی دوسرے مسلمان فرد کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میاں صاحب نے سارا کام اس حالت میں انجام دیا کہ وہ اپنی سرکاری حیثیت کی وجہ سے اس کام کے لئے کسی پبلک اعتراف کے متوقع نہیں ہو سکتے تھے۔ انہیں یہ امید نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ قوم علی الاعلان ان کی خدمات کی تحسین کرے گی۔ جس دور میں ادنیٰ ادنیٰ خدمتوں کے لئے بڑے سے بڑے اعتراف اور زیادہ سے زیادہ تحسین کی آرزوئیں سینکڑوں لباسوں میں ملت کے سامنے جلوہ گر ہوتی رہتی ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات نفی خدمات کے لئے اعتراف خدمات کی توقع رکھی جاتی ہے اور ہر وقت تعریف۔ ستائش اور اقرار و اعتراف خدمات کے مادی مظاہروں کی تمنائیں اکثر افراد کی تمام سرگرمیوں کی محرک ہیں۔ اس دور میں میاں سر فضل حسین نے جو خدمت انجام دی اور جو کام کیا وہ اس خیال سے بالکل بے پروا ہو کر کیا۔ کہ کوئی شخص ان کی تعریف کرے گا۔ انہیں ملت و قوم کا بہت بڑا خادم قرار دے گا۔ ان کے اعتراف میں عظیم الشان جلسے منعقد کئے جائیں گے یا ان کی تحسین کے دفاتر تیار ہوں گے۔ یہ انتہائی افسوسناک امر ہے کہ ایسے بے لوث خادم کی خدمات کے اعتراف کے بجائے آج اس کی ذات کے خلاف نہایت رنجدہ ایجی ٹیشن شروع کیا گیا ہے

ہمارے سامنے ہمسایہ قوم کی مثال ہے اس کے مختلف طبقات بھی ایک دوسرے سے پورے طور پر متفق نہیں ہیں۔ کم از کم بظاہر ان کے اختلاف میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا لیکن کیا آج تک یہ سنا ہے کہ کسی ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو یا اس گروہ کے چند افراد کو مخالفانہ و معاندانہ ایجی ٹیشن کا تختہ مشق بنایا ہو؟ پنڈت مالوی جی کانگرس کے خلاف جماعت کھڑی کر لیتے ہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی گاندھی جی یا دوسرے افراد کانگرس کی زبان پر مالوی جی کے خلاف ایک لفظ جاری نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مالوی جی سے اپیلیں کی جاتی ہیں۔ کہ انہیں الگ پارٹی نہیں بنانی چاہیئے۔ بلکہ کانگرس کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے۔ کیا مسلمانوں سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ وہ اسی رواداری کے ساتھ کام کریں۔ اسی رواداری کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ اور اگر کسی فرد یا گروہ سے اختلاف کی صورت بھی پیش آئے۔ تو اپنوں اور خویشوں کی طرح اس کا اظہار کریں اور اپنوں اور خویشوں کی طرح اسکو دنیا کے سامنے لائیں نہ یہ کہ اسکو قلعہ اور حصار بنا کر اندھا دھند ایک دوسرے پر گولہ باری کا ہنگامہ برپا نہ کر دیں۔؟ اور میاں سر فضل حسین کی ذات گرامی کے ساتھ تو خدمات ملت کا ایک عظیم الشان سلسلہ وابستہ ہے۔ اگر ان کی خدمات کے اعتراف سے گریز ہے۔ تو کیا عدم تشکر اور فقدان احسان شناسی کی اس منزل پر پہنچ جانا قرین انصاف ہے کہ مخالفانہ پروپیگنڈا شروع کر دیا جائے۔؟

اور میاں صاحب کا گناہ کیا بتایا جاتا ہے۔ محض یہ کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب گورنمنٹ آف انڈیا کے ممبر بن گئے۔ اور چودھری ظفر اللہ خان صاحب چونکہ قادیانی ہیں اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ میاں سر فضل حسین کی تمام عظیم الشان خدمات سے کلیتہً بے پروا ہو کر ان کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کر دیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ممبر کی نامزدگی کا اختیار میاں سر فضل حسین کو حاصل نہیں بلکہ گورنمنٹ کو حاصل ہے اگر یہ فعل ناقابل معافی گناہ ہے تو اس کے ارتکاب کی ذمہ دار حکومت ہے ممبر ممبروں کو نامزد نہیں کیا کرتے۔ میاں سر فضل حسین کو ان کے پیشرو نے نامزد نہیں کیا تھا اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی نامزدگی کے تمام اختیارات بلا سوچے سمجھے میاں سر فضل حسین کے ہاتھ میں دیکر یہ فرض کر لیا جائے کہ میاں صاحب نے اپنے اختیارات کا درست استعمال نہیں کیا۔ لہٰذا وہ ایسے مجرم ہیں جن کی مجرمیت کے لئے استغفار کا بھی کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ جو جماعت۔ جو گروہ اور جو خیل "حسن" فکر و عمل پر فخر کر سکتا ہے۔ اس کی نسبت ہم اس کے سوا کیا عرض کر سکتے ہیں کہ اس سے کسی بہتر عمل اور بہتر رہنمائی کی توقع قیامت تک کامیاب نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب آج سے قادیانی نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت سے قادیانی ہیں جبکہ وہ پبلک میدان میں بھی نہیں آئے تھے۔ لیکن وہ کئی مرتبہ مسلم حلقے کی طرف سے پنجاب کونسل کے ممبر بنے اور آج ان کے ممبر نامزد ہونے پر میاں سر فضل حسین صاحب کو مجرم قرار دینے والے بزرگوں میں سے تقریباً سب کے سب زندہ تھے موجود تھے۔ درستی عقل اور صحت حواس کے عالم میں تھے۔ لیکن ایک مرتبہ بھی کسی کی زبان فیض ترجمان پر یہ چیز نہ آئی۔ کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو مسلم حلقے کی طرف سے کھڑے ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں۔۔ ایک مرتبہ بھی یہ ارشاد نہ ہوا۔ کہ ایک مسلم نشست کیوں ایک ایسے شخص کے

قبضے میں آئی جسے از روئے شریعت یہ گروہ مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں اس گروہ میں سے بھی چند اصحاب پنجاب کونسل کے ممبر تھے۔ لیکن کسی نے اس بناء پر پنجاب کونسل کی ممبری ترک نہ کی۔ کہ ایک قادیانی کو پنجاب کونسل کی ایک مسلم نشست دیدی گئی ہے (اور اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو اب بھی ایک اور قادیانی کونسل کا ممبر ہے) ایک مرتبہ بھی سیالکوٹ کے دیہاتی حلقے کے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا گیا۔ جنہوں نے چودہری صاحب کو ایک سے زائد مرتبہ بلا مقابلہ منتخب کیا۔ ۱۹۲۷ء میں پنجاب کونسل میں سائمن کمیٹی بنی تھی۔ اور معلوم ہے کہ کونسل نے سر سکندر حیات خاں اور چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کو مسلمانوں کی طرف سے اس کمیٹی کے ممبر منتخب کیا تھا۔ آج جو بزرگ مجلس احرار کے فعال ممبر ہیں ان میں سے بعض اس وقت بھی پنجاب کونسل کے ممبر تھے۔ لیکن ہمارے سامنے ایک مرتبہ بھی یہ چیز نہ آئی۔ کہ ان میں سے کسی نے چودہری صاحب کے انتخاب پر اعتراض کیا ہو۔

پھر چودہری صاحب میاں سر فضل حسین کی رخصت کے زمانے میں چار مہینے کے لئے ان کی جگہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ممبر بنے تھے۔ لیکن میاں سر فضل حسین کے خلاف آج افسوسناک تعریضات کا طومار باندھنے والے بزرگوں میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں جس نے اس بناء پر گورنمنٹ آف انڈیا سے ترک موالات کیا ہو۔ بعد ازاں چودہری صاحب اپنے سابقہ حلقے کی طرف سے کونسل کے امیدوار کھڑے ہوئے ان کے خلاف ایجی ٹیشن کیا گیا لیکن وہ پھر بلا مقابلہ منتخب ہو گئے مگر ایک ذی بھی اس حلقے کے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے منظر عام پر نہ آیا۔ جس کے افراد نے چودہری صاحب کو بلا مقابلہ منتخب کیا تھا۔ چودہری صاحب تین گول میز کانفرنسوں میں گئے۔ گول میز کانفرنسوں کی سب کمیٹیوں کے ممبر بنے۔ سلیکٹ کمیٹی میں گئے۔ لیکن ایک فرد نے بھی ان اساسات کی بناء پر حکومت سے بہ درجہ آخر ترک موالات نہ کیا۔ آج چودہری صاحب گورنمنٹ آف انڈیا کے مستقل ممبر بن گئے۔ تو میاں سر فضل حسین صاحب کے خلاف ایجی ٹیشن جاری کر دیا گیا۔ اس غلط اور از سر تا پا بے بنیاد مفروضہ کی بناء پر ایجی ٹیشن شروع کر دیا گیا کہ گویا موجودہ حکومت کے تمام تقررات کی باگ ڈور میاں صاحب ممدوح اور صرف میاں صاحب ممدوح کے ہاتھ میں ہے۔ ہندوستان میں حکومت تو انگریز کر رہے ہیں لیکن اس حکومت کی فعالی قوت صرف میاں صاحب ہیں۔ کیا اس لغویت کی کوئی حد بھی ہے؟ ہمارے دل میں بار بار یہ شبہ ہو رہا ہے کہ میاں صاحب کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈا کرنے والا گروہ پنجاب کی افسوسناک پارٹی بازیوں کے ہاتھ میں آلہ کار بن چکا

اور مذہب مقدس کو نہایت غلط اور نا واجب طریق پر اس پارٹی بازی کی تقویت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے ہم اس افسوسناک طرز عمل کے متعلق اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو ہدایت دے اور ہم سب کو بہتر کار کردگی کی توفیق عطا فرمائے۔ قادیانیت کے خلاف یا کسی دوسرے مذہبی گروہ کے خلاف جائز نکتہ چینی اور جائز پروپیگنڈے سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص کے لئے بالکل جائز اور مناسب ہے کہ وہ جن مذہبی گروہوں کے عقائد و اعمال کو اپنے خیال کے مطابق خلاف مقتضیات شریعت حقہ سمجھتا ہے۔ ان کی غلطیاں واضح کرے۔ انہیں تبلیغ و تلقین کے ذریعہ سے ان غلطیوں کے ترک پر آمادہ کرے لیکن قادیانیت کے رد کی شکل یہ نہیں کہ چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کے ممبر بننے پر میاں سر فضل حسین کو ہدف ہنگامہ آرائی بنا لیا جائے۔

بعض حلقوں سے یہ آواز بلند ہوئی ہے کہ میاں سر فضل حسین نے سر سکندر حیات خاں کو ریزرو بنک کا ڈپٹی گورنر بنا دیا۔ سر شادی لال کو پریوی کونسل میں بھجوا دیا اور اس طرح آئندہ نظام حکومت میں اپنی وزارت عظمیٰ کیلئے راستہ صاف کیا۔ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ سر سکندر حیات خاں آئندہ نظام حکومت میں بیش بہا مواقع تھے اور سر شادی لال بھی ارادہ کر رہے تھے۔ کہ چیف ججی سے سبکدوشی کے بعد ملک لائف میں آئیں۔ سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ دنیا بھر کی اونچی ملازمتیں سر فضل حسین کی تحویل میں نہیں ہیں۔ دوسرے اگر سر فضل حسین میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ وہ بڑی بڑی ذی اقتدار ہستیوں کو اس بے تکلفی کے ساتھ میدان عمل سے علیحدہ کر سکتے ہیں۔ تو یقیناً انہی کو حق حاصل ہے کہ پنجاب کے وزیر اعظم بنیں۔ تیسرے سر سکندر حیات خاں کے متعلق ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کہ ان کے دل میں میاں سر فضل حسین کی بے حد وقعت ہے اور وہ ہر دور میں ہر اہم معاملے میں میاں سر فضل حسین کے مشوروں کو سب سے بڑھ کر اہمیت دیتے رہے ہیں۔ چوتھے ظاہر ہے کہ کسی شخص نے سر شادی لال یا سر سکندر حیات خاں کو مجبور نہیں کیا تھا کہ وہ ضرور پریوی کونسل کی ممبری یا ریزرو بنک کی ڈپٹی گورنری منظور کر لیں۔ حکومت نے ان کے روبرو یہ عہدے پیش کئے تھے تو یہ بزرگ آسانی کے ساتھ ان عہدوں کی قبولیت سے انکار کر سکتے تھے۔ اور کہہ سکتے تھے کہ وہ آئندہ نظام حکومت میں صوبے کے اندر آزادانہ کام کریں گے۔ اور سر فضل حسین اگر آئندہ نظام حکومت میں پنجاب کے اندر کام کرنے کے عازم ہوتے تو ان کا مقابلہ فرما سکتے تھے۔ عہدوں کا پیش کرنا حکومت کا کام تھا۔ لیکن انہیں منظور کرنا تو سر سکندر حیات خاں اور سر شادی لال کا کام تھا۔ پانچویں ظاہر ہے کہ پریوی کونسل کی ممبری اور ریزرو بنک کی ڈپٹی گورنری بہر حال ہندوستانی ہی کو ملتی۔ اور ان عہدوں کے لئے پنجاب سے یا کسی دوسرے صوبے سے ایسے آدمی لئے جاتے جو بہر حال اونچی حیثیت کے مالک ہوتے۔ اس حالت میں بھی یہی اعتراض ہو سکتا تھا کہ میاں سر فضل حسین پنجاب میں یا کوئی دوسرا شخص دوسرے صوبے میں فلاں فلاں آدمیوں کو ہٹا کر اپنے لئے میدان صاف کرنے کا آرزو مند ہے پھر کیا یہ دونوں عہدے انگریزوں کے حوالے کر دئے جاتے۔ تاکہ اونچے پایہ کے تمام ہندوستانیوں کو مختلف صوبوں میں وزارت عظمیٰ کے لئے کشمکش برپا کرنے میں آزادی حاصل رہتی۔

ہمیں افسوس ہے کہ انتہائی رنج و قلق کے ساتھ یہ سطور سپرد قلم کرنی پڑیں۔ مقصود یہ نہیں کہ تفریق پیکار کی متعدی اور خطرناک وبا کے مہلک جراثیم کو قلمی میدان میں داخلہ کی دعوت دی جائے۔ حاشا و کلا۔ مقصود محض یہ ہے کہ تمام حقائق ہمارے بھائیوں کے سامنے آ جائیں۔ شاید اس طرح وہ قوتیں کسی بہتر میدان عمل میں صرف ہو سکیں جو آج بے طرح ضائع جا رہی ہیں۔ اور جن سے اتحاد ملت کی بہترین مصلحتوں پر زد پڑ رہی ہے۔

ضرورت

۱۔ علاقہ راجپوتانہ کے ایک ہائی سکول میں B.T. یا S.A.V.T.C. کی ضرورت ہے۔ ابتدائی تنخواہ معقول روپیہ ماہوار ہوگی۔ جو دوست یہ امتحان پاس ہوں۔ اور جانا چاہتے ہوں تو اپنی درخواستیں سر نامہ چھوڑ کر معہ ۲/ کے ٹکٹ بھجوا دیں۔

۲۔ اگر کوئی نوجوان میٹرک پاس ہو۔ اچھی انگریزی جانتا ہو اور مختصر نویسی کا فن جانتا ہو۔ تو سر دست اس کو -/۲۵ روپیہ ماہوار مل سکیں گے۔ پھر ترقی بھی ہو سکے گی۔

نیز اگر کوئی نوجوان بی۔ اے پاس ہوں۔ اچھی انگریزی اور مختصر نویسی کا فن جانتے ہوں۔ تو ان کو مبلغ -/۴۰ روپیہ ماہوار کی آمد فوراً ہو سکتی ہے۔ ضرور مند دوست فوراً اپنی درخواستیں معہ تصدیق مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کے معہ ۲/ کے ٹکٹ بھجوا دیں

ناظر امور عامہ

اعلان ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب آف موگہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اپنی دوکان کے معاملات کی صفائی کے لئے جلد ڈیرہ بابا نانک چلے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب جہاں کہیں ہوں۔ وہاں کے احباب انکو اس مضمون سے مطلع [illegible] ناظر امور عامہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے واردھا سے ۲۳ر اکتوبر کو ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اب کانگرسی امور سے میرا کوئی واسطہ نہ ہوگا کانگرسیوں کو اب مجھ سے رہنمائی بلکہ مشورہ کی بھی کوئی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ کل بابو راجندر پرشاد نئی مجلس عاملہ کی تشکیل کے سلسلہ میں مجھ سے مشورہ لینے آئے لیکن مجھے خیال آگیا۔ کہ اب ایسے مشورے میرے فرائض سے باہر ہیں۔ اگر میں کانگرسی امور میں دلچسپی لیتا رہا۔ تو میرا علیحدہ ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ آج کے بعد کانگرس سے مجھے یہی تعلق ہوگا۔ کہ دور سے اس کے افعال کو دیکھتا رہوں

کانگرس ورکنگ کمیٹی میں بمبئی سے ۳۰ر اکتوبر کی اطلاع کے مطابق گاندھی جی کی جگہ مسٹر راجگوپال آچاریہ لئے گئے ہیں۔

بمبئی کانگرس کی مجلس استقبالیہ نے آمد و خرچ کا حساب ۳۰ر اکتوبر کو شائع کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے ۳۶ ہزار فائدہ ہوا ہے۔ ۲½ لاکھ روپیہ کے ٹکٹ فروخت ہو گئے۔ دو دو روپیہ کے چالیس ہزار ٹکٹ فروخت ہو گئے۔

پنجاب قرضہ بل آج کل کونسل میں زیر سماعت ہے۔ ۲۹ر اکتوبر کو اس کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے کنور مہاراج سنگھ نے کہا۔ کہ اگر زمینداروں کے قرضہ کا سوال حل نہ ہوا۔ تو ساہوکاروں کے قتل کی وارداتیں بڑھ جائیں گی۔ سردار ارجن سنگھ نے کہا۔ کہ یہ خالص اقتصادی قانون ہے کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ ہندوؤں کی مخالفت کے لئے بنایا ہے۔ جو ہندو ممبر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کی بہت بڑی اکثریت کے مفاد سے بے پرواہ ہیں یہ ممبر ساہوکاروں کے نہیں۔ بلکہ ہندو قوم کے نمایندے ہیں جو جھونپڑیوں میں رہتی ہے۔ دیہاتی ہندو بھی غریب اور مستحق امداد ہیں۔

سرحدی کونسل میں ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا گیا تھا۔ کہ اقتصادی حالات کے بہتر ہونے تک زمینداروں کو قرضوں کی ادائیگی کی مہلت دی جائے۔ سود کو آئندہ کے لئے روک دیا جائے۔ اور مقروض کو جیل بھیجنے کا دستور بند کر دیا جائے۔ پشاور سے ۳۰ر اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ گورنر صوبہ سرحد نے اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔

ہیسٹرڈ سے ۳۰ر اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ سپین میں کمیونسٹوں نے سخت شورش بپا کر رکھی ہے۔ بہت سی فوجیں بھی باغیوں کے ساتھ مل گئی ہیں۔ باقی افواج اس بغاوت کے فرو کرنے سے قاصر رہی ہیں۔ باغیوں نے سوا دو سو اشخاص کو جن میں ۲۲ افسر ہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اور ساڑھے سات سو مجروح ہو چکے ہیں۔

کلکتہ سے ۳۰ر اکتوبر کی خبر ہے کہ بحری وبا بیری بیری وہاں شدت سے پھوٹی ہوئی ہے۔ اکتوبر کے آخری تین ہفتوں میں پندرہ صد اس کا شکار ہوئے۔ جن میں سے سینکڑوں ہلاک ہو چکے ہیں۔

چودھری ظفراللہ خانصاحب نے ۳۰ر اکتوبر لاہور میں پریس کے ایک نمائندہ سے کہا۔ کہ حکومت برطانیہ بہت جلد اصلاحات نافذ کرنا چاہتی ہے۔ لیکن عین ممکن ہے پارلیمنٹ کو بل پاس کرنے میں کچھ دیر لگ جائے۔

مہاشہ خوشحال چند آف ملاپ کے فرزند رنبیر سنگھ صاحب کو ایک عرصہ سے حکم تھا۔ کہ ہر ہفتہ پولیس آفس میں حاضری دیا کریں۔ اور لاہور میونسپلٹی کی حدود سے باہر نہ جائیں۔ ۳۰ر اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ ان پر سے پابندیاں ہٹا لی گئی ہیں۔

ہندو اخبارات میں دہلی سے آمدہ ۳۰ر اکتوبر کی اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ سر عبدالحمید وزیر اعظم کپورتھلہ کی جگہ انگریز چیف منسٹر کے تقرر کا فیصلہ ہو گیا ہے اور ۹ نومبر کو اس کا اعلان بھی کر دیا جائے گا۔

رحیم یار خاں ریلوے سٹیشن کے قریب دو مال گاڑیوں میں تصادم ہو گیا۔ دونو ڈرائیور ہلاک ہو گئے۔

وزیر اعظم برطانیہ نے لندن میں ۳۰ر اکتوبر کو تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ نیشنل گورنمنٹ نے ملک کی سیاسی فضا میں بہت حد تک سکون پیدا کر دیا ہے۔ لیکن تاحال حالات ایسے ہیں۔ کہ اس گورنمنٹ کو توڑ کر دوبارہ پارٹی بازی کی دلدل میں پھنسنا تباہ کن ہوگا۔

برطانوی ہواباز مسٹر سکاٹ ہیسلبورن تک بین الاقوامی پرواز کے مقابلہ میں اول رہا ہے۔ لندن کے اخبار نیوز کرانیکل کے صیغہ پرواز کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ میں ہندو سکھ کانفرنس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ سکھ اس میں بالکل شامل نہیں ہوئے۔ بلکہ سردار کھڑک سنگھ کے جلوس کے موقعہ پر ان کی طرف سے مخالفانہ مظاہرے کئے گئے۔ ہندو شرکاء کی تعداد بھی پانصد سے زیادہ نہ تھی۔

سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق ۳۰ر اکتوبر کو جب پارلیمنٹ کا اجلاس موسم گرما کی تعطیلات کے بعد دوبارہ شروع ہوا تو ایک ممبر نے دریافت کیا۔ کہ وہ کب تک شائع ہو جائے گی۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ اس کے متعلق جمعرات کے روز ایک قرارداد پیش ہوگی۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ رپورٹ کو ہندوستان اور انگلستان میں بیک وقت شائع کرنے کے متعلق بھی اسی روز ایک قرارداد پیش ہوگی۔

دوآبہ کالی جتھا کپورتھلہ نے ۳۰ر اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد کر کے ریاست میں بے چینی پیدا کرنے والے ہندوؤں کی مذمت کی قرارداد پاس کی۔

ساہوکاروں کی ستم آرائیوں کی ایک خوفناک مثال اس وقت ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ ضلع اٹک کے ایک مسلمان نے ۱۹۲۳ء میں ایک ساہوکار سے صرف پانصد روپیہ قرض لیا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ساہوکار مذکور نے سود در سود کے طفیل اس پر دو لاکھ روپیہ کی ڈگری ماتحت عدالت سے کرائی۔ مقروض نے اپیل دائر کر رکھی ہے۔ جس کی پہلی پیشی ۳۱ر اکتوبر کو ہوئی۔ دیکھئے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز میں ۱ر اکتوبر کو وزیر نوآبادیات نے اعلان کیا۔ کہ آئرش فری سٹیٹ کے ساتھ جھگڑے کے متعلق پوزیشن وہی ہے جو پہلے تھی۔ اگر کوئی اطمینان بخش صورت پیدا ہو جائے۔ تو برطانیہ ہر وقت گفت و شنید کے لئے تیار ہے۔

وزیر ہند نے ۳۱ر اکتوبر کو پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان میں صورت حالات اطمینان بخش ہے۔ سول نافرمانی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ دہشت انگیزی کے خلاف خاص تدابیر پر مضبوطی سے عمل ہو رہا ہے پبلک دلچسپی کا مرکز ان دنوں اسمبلی کے انتخابات ہیں۔

ٹیونس سے آمدہ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ جب حکومت نے چند افسروں کو علیحدہ کیا تھا۔ اس پر ملک میں بغاوت ہو گئی ہے۔ باغیوں نے جمع ہو کر سرکاری اداروں میں زبردستی داخل ہو کر آگ لگا دی۔ بہت سی جائیدادیں نذر آتش کر دی گئیں۔ جیل توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ پولیس سے تصادم ہوا جس پر بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔

علی پور سنٹرل جیل کے پانچ وارڈروں کو کلکتہ سے ۳۱ر اکتوبر کی اطلاع کے مطابق دو دو سال کی سزائے قید اس وجہ سے دی گئی ہے۔ کہ ان کی لاپروائی سے چار زیر سماعت قیدی جیل سے فرار ہو گئے۔

پنڈت مالویہ نے دہلی میں ۳۱ر اکتوبر کو ایک پریس رپورٹر سے کہا کہ کانگرس کے فیصلہ کے باوجود نیشنلسٹ

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی